ندائے " یارسول اللہ "کا ثبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں

از: اعلٰی حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال:۔ زید موحد مسلمان جو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو بکلمہ " یا " ندا کرتا ہے اور " الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ و اسئلک الشفاعۃ یارسول اللہ " کہتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں ان کا کیا حکم ہے؟ بینو بالکتاب وتوجروایوم الحساب۔

الجواب:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ الحمدللہ وکفی الصلوۃ والسلام علی حبیبہ المصطفی والہ واصحبہ اولی الصدق والصفا۔

کلامت مذکورہ بے شک جائز ہیں، جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفیہ، جاہل یا ضال مضل۔ جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل دیکھنی ہو، " شفاءالسقام " امام علام بقیۃ المجتہدین الکرام تقی الملۃ والدین ابو الحسن علی سبکی، و " مواہب لدنیہ " امام احمد قسطلانی شارح بخاری و شرح مواہب علامہ زرقانی شرح مشکوۃ، و " جذب القلوب الی دیار المحبوب " و " مدارج النبوۃ " تصانیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ وافضل القری شرح ام القرٰی امام بن حجر مکی وغیرہا کتب وکلام علمائے کرام وفضلائے عظام علیہم رحمۃ العزیز العلام کی طرف رجوع لائے۔ یا فقیر کا رسالہ " الاھل بفیض الاولیاء بعد الوصال " مطالعہ کرے۔

احادیث سے نداء کا ثبوت

یہاں فقیر بقدر ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے۔ حدیث صحیح مذیل بطراز گرانبہائے تصحیح جسے امام نسائی و امام ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و امام الائمہ انم خزیمہ و امام ابوالقاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور

طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری و مسلم صحیح کہا اور امام عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ و تنقیح نے ان کی تصحیح کو مسلم و مقرر رکھا جس میں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ایک نابینا کو دعاء تعلیم فرمائی کہ بعد نمازیوں کہے " اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بل الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعۃ فی (ترمذی شریف۔ ج2ص197، امین کمپنی دہلی) الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

امام طبرانی کی معجم میں یوں ہے: ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حاجۃ لہ وکان عثمان لا یلتفت الیہ ولا ینظر فی حاجۃ فلقی عثمن بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ ائت المیضاۃ فتوضا ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قال اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبینا نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بل الٰی ربی فیقضی حاجتی وتذکر حاجتک ورح الٰی اروح معک، فانطلق الرجل فصنع ما قل لہ ثم اتی باب عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ فجاء البواب حتی اخذہ بیدہ فادخلہ علی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ فاجلسہ معہ علی الطنفسۃ وقال حاجتک فذکر حاجتہ فقضاھا ثم قال ما ذکرت حاجتک حتی کانت ھذہ الساعۃ وقال ماکان لک من جاجۃ فانتنا ثم ان الرجل خرج من عندہ فلقی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال لہ جزاک اللہ خیرا بما کان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت الی حتی کلمۃ فی فقال عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ واللہ ماکلمۃ ولکن شھدت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ائت المیضاۃ فتوضا ثم صلی رکعتیں ثم ادع بھذہ الدعوات فقال عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فواللہ ما تفرقنا وطال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضرقط (معجم صغیر ص103)

یعنی ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیرالمومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس امر کی شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا وضو کرکے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ! پھر دعا مانگ! الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں یارسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائیے اور اپنی حاجت ذکر کر! پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے

ساتھ چلوں۔ حاجت مند (کہ وہ بھی صحابی یا الاقل کبار تابعین سے تھے) یوں ہی کیا، پھر آستانہ خلافت پر حاضر ہوئے دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین نے اپنے مسند پر بٹھا لیا، مطلب پوچھا، عرض کیا، فوراً روا فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان نہ کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔

یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملے اور کہا اللہ تعالٰی تمہیں جزائے خیر دے " امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے تمہارے معاملے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کیا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی، جو حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا نہ تھا "

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں " والحدیث صحیح " امام بخاری " کتاب الادب المفرد " میں اور امام ابن السنی و امام بن بشکوال روایت کرتے ہیں: ان ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما خدرت رجہ فقیل لہ اذکر احب الناس الیک فصاح یا محمداہ فانتشرت (الادب المفرد ص250)

امام نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے " کتاب الاذکار " میں اس کا مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا تو اس شخص کو یاد کر جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے تو اس نے " یا محمداہ " کہا اچھا ہو گیا (کتاب الاذکار، ص135)

اور یہ امران دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہل مدینہ میں قدیم سے اس " یا محمداہ " کہنے کی عادت چلی آتی ہے علامہ شہاب خفاجی مصری " نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض " میں فرماتے ہیں " ھذا مما تعاھدہ اھل المدینۃ (نسیم الریاض ج3، 355)

حضرت بلال بن الحارث مزنی سے قحط عام الرمادہ میں کہ بعد خلافت فاروقی 18ھ میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں

رہا ہے۔ انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی یا محمداہ! پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر بشارت دی " ذکر فی الکامل "۔ (تاریخ کامل مصنف ابن اثیر ج2، ص556)

اقوال و افعال اولیاء کاملین وائمہ مجتہدین سے نداء کا ثبوت

امام مجتہد فقیہ اجل عبدالرحمٰن ہذلی کوفی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجلئہ تبع تابعین واکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں، سر پر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا " محمد یا منصور!" اور ظاہر ہے کہ " القلم احد اللسانین " ہشیم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں، انہیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں، " رایتہ وعلی رامہ قلنسوۃ اطول من ذراع مکتوب فیھا محمد یامنصور ذکرۃ فی تھذیب التھذیب وغیرہ (میزان الاعتدال مصنف ابو عبداللہ ج2، ص574) امام شیخ السلام شہاب رملی انصاری کے فتاوٰی میں ہے " سئل عما یقع من العامۃ من قولھم عند الشدائد یا شیخ فلاں ونحو ذلک من الاستغاثۃ بالانباء والمرسلین والصالحین وھل للمشائخ اغاثۃ بعد موتھم ام لا فاجاب بما نصہ ان الاستغاثۃ بالانبیاء والمرسلین والاولیاء والعلماء الصالحین جائزۃ وللانبیاء والرسل والالیاء والصالحین اغاثۃ بعد موتھم الخ (مشارق الانور مصنف حسن الصدویالحمزاوی،59) یعنی ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین و صالحین سے فریاد کرتے اور یارسول اللہ یاعلی یاشیخ عبدالقادر جیلانی اور ان کے مثل کلمات کہتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بےشک انبیاء مرسلین واولیاء وعلماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔

علامہ خیرالدین رملی استاذ صاحب درمختار فتاوٰی خیریہ میں فرماتے ہیں " قولھم یا شیخ عبدالقادر ندا فما الموجب لحرمۃ " (فتاوٰی خیریہ علامہ خیرالدین رملی، ج2، ص282، رگ بازار قندھار) لوگوں کا کہنا کہ یاشیخ عبدالقادر یہ ایک نداء ہے، پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے؟ سید جمال بن عبداللہ عمر مکی اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں " سئلت عمن یقول فی حال الشدائد یارسول اللہ اویاعلی اوریاشیخ القادر مثلاً ھل ھو جائز شرعا ام لا اجبت نعم الاستغاثۃ بلاولیاء ونداء وھم والتوسل بھم امر مشروع وشئی مرغوب لا ینکرہ الا مکابر او معائد وقد حرم برکۃ الاولیاء الکرام " یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہے " یارسول اللہ، یاعلی، یاشیخ عبدالقادر " مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا

نہیں ؟ میں نے جواب دیا ہاں اولیاء سے مدد مانگنی اورانہیں پکارنا اوران کے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اورپسندیدہ چیز ہے۔ جس کا انکار نہ کریگا مگر ہٹ دھرم یا صاحب عناد اوربیشک وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم ہے۔

امام ابن جوزی نے کتاب ‘‘ عیون الحکایات ‘‘ میں تین اولیاء عظام کا عظیم الشان واقعہ بسند مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران دلاورساکنان شام تھے، ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کرتے۔ ‘‘ فاسرہ الروم مرۃ فقال لھم الملک انی اجعل فیکم الملک وازواجکم بناتی وتدخلون فی النصرانیۃ فابوا وقالوا یا محمداہ ‘‘۔ یعنی ایک بار نصارائے روم انہیں قید کرکے لے گئے، بادشاہ نے کہا میں تمھیں سلطنت دوں گا اوراپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا، تم نصرانی ہو جاؤ انہوں نے نہ مانا اورنداء کی یا محمداہ۔

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرواکر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا، تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرماکر بچالیا، وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اورفرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمھاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے انہوں نے حال پوچھا فرمایا ‘‘ ماکانت الا الغطمۃ التی رایت حتی خرجنا فی الفردوس ‘‘ بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے بعد ہم جنت اعلیٰ میں تھے۔ امام فرماتے ہیں: ‘‘ کانو مشھورین بذلک معروفین بالشام فی الزمن الاول ‘‘ یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں مشہور تھے اوران کا یہ واقعہ معروف پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے ازا نجملہ یہ بیت ہے۔

سیعطی الصادقین بفضل صدق

نجدۃ فی الحیوۃ وفی الممات

(شرح الصدور علامہ جلال الدین سیوطی، ج89، ص90، خلافت اکیڈمی سوات)

قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کی برکت سے حیات وموت میں نجات بخشے گا۔ یہ واقعہ عجیب نفیس و روح پرور ہے، میں بخایل تطویل اسے مختصر کر گیا، تمام وکمال امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے ‘‘من شاء فلیرجع الیہ‘‘ یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں یارسول اللہ! کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی مغفرت و شہادت کیسی اورجنت الفردوس میں جگہ پانی کیا معنیٰ اور ان کی شادی میں فرشتوں کو بھیجنا کیونکر معقول؟ اوران ائمہ دین نے یہ روایت کیونکر مقبول اوران کی

شہادت وولایت کس درجہ سے مسلم رکھی، اوروہ مردان خدا خود بھی سلف صالحین میں تھے کہ واقعہ شہر طرسوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کما ذکرہ فی الروایۃ نفسھا۔ اور طرسوس ایک ثغر ہے۔ یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ

ہارون رشید نے آباد کیا۔ کما ذکرہ الامام السیوطی فی تاریخ الخلفاء (شرح الصدور علامہ جلال الدین سیوطی، ج89، خلافت اکیڈمی سوات) ہارون رشید کا زمانہ تابعین وتبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے الاقل تبع تابعین سے تھے واللہ الھادی حضور پرنور سید غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں ‘‘ من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ عزوجل فی جاجۃ قضیت لہ امن صلی رکعتین یقروفی کل رکعۃ بعد الفاتحہ سورۃ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ویذکرنی ثم یخطوا الی جھۃ العراق احدٰی عشرۃ خطوۃ یذکر فیھا اسمی ویذکر حاجتہ فاناھا تقضی باذن اللہ (بھجۃ الاسرار امام ابو الحسن نورالدین، مصطفٰی البانی مصر،102) یعنی جوکسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہواور جوکسی سختی میں میرا نام لے کر نداء کرے وہ سختی دور ہواور جوکسی حاجت میں اللہ تعالٰی کی طرف سے توسل کرے وہ حاجت برآئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور مجھے یاد کرے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی حاجت روا ہو اللہ کے اذن سے۔

اکابرین علمائے کرام اولیاءکرام عظام مثل ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی وامام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی، مولانا علی قاری مکی صاحب مرقاۃ شرح مشکوۃ مولینا ابو المعالی محمس مسلمی قادری، وشیخ محقق مولٰینا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اپنی تصانیف جلیلہ ‘‘ حجۃ السرار وخلاصۃ المفاخر ونزھۃ الخاطر وتحفئہ قادریہ للآثا وغیرھا‘‘ میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل روایت فرماتے ہیں۔

امام ابوالحسن نورالدین علی مصنف بہجۃ الاسرار شریف، اعاظم علماء وائمہ قرآت واکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں، حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہ تک صرف دوواسطے رکھتے ہیں، امام اجل حضرت ابو صالح نصر قدس سرہ فیض حاصل کیا، انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابو بکر تاج الدین

عبدالرزاق نوراللہ مرقدہ سے انھوں نے اپنے والد ماجد حضور پرنور سیدالسادات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "زبدۃ الآثار" شریف میں فرماتے ہیں یہ کتاب بجہۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف مشہور ہے اوراس کے مصنف علمائے قراءت سے عالم معروف و مشہور اوران کے احوال شریفہ کتابوں میں مذکور مسطور۔ (زبدۃ الآثار فارسی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، بکسنگ کمپنی ممبئی2)

امام شمس الدین ذہبی کہ علم حدیث واسماء الرجال میں جن کی جلالت شان عالم آشکار اس جناب کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اوراپنی کتاب "طبقات المقرئین" میں ان کے مدائح لکھے۔ امام محدث محمد بن محمد بن الجزری مصنف حصن حصین اس جناب کے سلسلہ تلامذہ میں ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب " مستطاب بحجۃ الاسرار" شریف اپنے شیخ سے پڑھی اوراس کی سند واجازت حاصل کی۔ (زبدۃ الآثار فارسی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، بکسنگ کمپنی ممبئی،24)

ان سب باتوں کی تفصیل اوراس نماز مبارک کے دلائل شرعیہ واقوال وافعال علماء واولیاء سے ثبوت جلیل فقیر غفراللہ تعالیٰ کے رسالہ " انہا رالانورا من یم صلوۃ الاسرار" میں ہے " فعلیک بھا تجد فیھا ما یشفی الصدور ویکشف العمی والحمدللہ رب العالمین " امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب " مستطاب لواقع الانوار فی طبقات الخیار" میں فرماتے ہیں " سید محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لے جاتے تھے ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، آواز پکارا " یا سیدی محمد یا غمری " ادھر ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کئے لئے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا نداء کرنا سنا پوچھا، یہ سیدی محمد کون ہیں ؟ کہا میرے شیخ، کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں " یاسیدی محمد یا غمری لا حفظنی " اے میرے سردار، اے محمد غمری مجھ پر نظر عنایت کروان کا یہ کہنا کہ حضرت سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اورمدد فرمائی کہ بادشاہ اوراس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ (طبقات الکبریٰ، عبدالوہاب شعرانی، مصطفیٰ البانی مصر2،94) سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرہء خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہو گئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی، دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع ہدیہ کے حاضر لایا اورعرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے، جب چور میرے سینے پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا

یاسیدی محمد یا حنفی! اسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا اور مجھے یہ برکت حضرت اللہ عزوجل نے نجات بخشی۔

اسی میں ہے:

ولی ممدوح قدس سرہ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوئیں تو وہ یوں نداء کرتی تھیں " یا سیدی احمد یا بدوی خاطرك معی " اے میرے سردار اے احمد بدوی حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی تو جانتی ہی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے اور جو کسی ولی کبیر کی درسگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی نداء پر اجازت نہیں کرتے یوں کہہ یاسیدی محمد حنفی! کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالٰی تجھے عافیت بخشے ان بی بی نے یونہی کہا صبح کو خاص تندرست اٹھیں گویا کبھی مرض نہ تھا۔ (طبقات الکبرٰی، عبدالوہاب شعرانی، مصطفٰی البانی مصر2،94)

اسی میں ہے حضرت ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے مرض موت میں فرماتے تھے، " من کانت حاجة فلیات الی قبری من تراب فلیس برجل " (طبقات الکبرٰی، عبدالوہاب شعرانی، مصطفٰی البانی مصر2، 96) جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت مانگے میں روا فرما دوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کردے وہ مرد کا ہے کا ؟

اسی طرح حضرت سیدی محمد بن احمد فرغل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے احوال شریفہ میں لکھا "کان رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول انا من المتصرفین فبورھم فمن کانت لہ حاجة فلیات الی قابلة وجھی یذکرھا ال اقتضالہ " (طبقات الکبرٰی، عدبالوہاب شعرانی، مصطفٰی البانی مصر2/ 105) فرمایا کرتے تھے میں ان میں ہوں جو اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس میرے چہرہء مبارک کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے میں روا فرما دوں گا۔

اسی میں ہے:۔

" مروی ہوا، ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے وضو فرماتے ہیں ایک کھڑاؤں بلاد مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے، اور وہ کھڑاؤں اس کے

پاس تھی، انھوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدوضع نے ان کی صاحبزادی پر دست دراز چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرومرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا، یوں ندا کی "یاشیخ ابی الاحظنی" اے میرے باپ کے پیر مجھے بچائیے۔ یہ نداء کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی، لڑکی نے نجات پائی وہ کھڑاؤں ان کی اولاد میں ابت تک موجود ہے۔ (طبقات الکبرٰی، عبدالوہاب شعرانی، مصطفٰی البانی مصر2/102) اسی میں سیدی مولٰی ابو عمران رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ذکر میں لکھتے ہیں "کان اذا ناداہ مریدہ اجابہ من مسیرہ سنۃ او اکثر" (طبقات الکبرٰی، عبدالوہاب شعرانی، مصطفٰی البانی مصر2/21) یعنی ان کا مرید جہاں کہیں سے انھیں نداء کرتا جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے بھی زائد۔

حضرت شیخ مولینا عبدالحق محدث دہلوی "اخبار الاخیار" شریف میں ذکرمبارک حضرت اجل شیخ بہاؤالحق والدین ابراہیم وعطاء اللہ الانصاری القادری الشطاری الحسینی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت ممدوح کے رسالہ مبارکہ "شطاریہ" سے نقل فرماتے ہیں:

" ذکرکشف ارواح یا احمد یا محمد؛ دردوطریق ست یک طریق آنست یا احمد رادرراست بگوید ویا محمد رادر چپا بگوید وردردل ضرب کند یارسول اللہ طریق دوم آنست کہ یااحمد رادرداستا گوید وچپایا محمد ودردل وہم کند یامصطفٰی۔ دیگر ذکر یااحمد یا محمد یاعلی یاحسن یاحسین یافاطمہ شش طرفی ذکر کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے ملکہ مقرب ہمیں تاثیر دارند یاجبرئیل، یامیکائیل یااسرافیل یاعزرائیل چہار ضربی دیگر ذکر اسم شیخ یعنی بگوید یاشیخ یاشیخ ہزار بار بگوید کہ حرف نداء راازدل بکشد طرف راستا برود لفظ شیخ رادردل ضرب کند" (اخبار الاخیار، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، مکتبہ رحیمیہ دیوبند، 2/30)

حضرت سیدی نورالدین عبدالرحمٰن مولینا جامی قدس سرہ السامی "نفخات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولینا روح اللہ روحہ نے قریب انتقال ارشاد فرمایا "ازرقن من غمناک مشوید کہ نور منصور اللہ رحمۃ اللہ تعالٰی بعد از صدوپنجاہ سال بروح شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالٰی تجلی کردہ مرشد اوشد" اور فرمایا: درہر حالتے کہ باشید مرایاد کنید تامن اممد باشم درہر لباسے کہ باشم" اور فرمایا: "درعالم ماراد وتعلق ستےیکے بہ دن ویکے بشما وچوں بہ عنایت حق سبحانہ وتعالی فرد مجرد شوم وعالم تجرید وتفرید روئے نماید آں تعلق نیز ازآں خواہد بود " (تفخات الانس، اردو عبدالرحمٰن جامی، مدینہ پبلیشنگ کراچی، 702)

شاہ ولی صاحب دہلوی "اطیب انغم فی مدح سید العرب والعجم" میں لکھتے ہیں " وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ویا خیر ماموول ویا خیر واھب ویا خیر من یرجی لکشف رزیۃ ومن جودہ قد فاق جود السحائب وانت مجیری من ھجوم ملمۃ اذا انشبت فی القلب شرا المخالب" اور خود اس کی شرح وترجمہ میں کہتے ہیں " (فصل یا زدہم) در اہتمام بجناب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترین خلق خدا، واے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود، اے بہترین عطا کنندہ واے بہترین کسیکہ امید داشتہ باشد برائے ازالئہ مصیبتے واے بہترین کیسکہ سخاوت او زیادہ است از باراں بارہا گواہی میدہم کہ تو پناہ دہندہ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقت کہ بخلا مذدردل بدترین چنگال یا اھ ملخصاً (اطیب النغم، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مجتبائی دہلی، 22)

اسی کے شروح میں لکھتے ہیں "ذکر بعض حوادث زماں کہ دراں حوارث لا بدست از استمداد بروح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (اطیب النغم، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مجتبائی دہلی،2) اسی فصل اول میں لکھتے ہیں " بہ نظر نمے آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوہگین ست در ہر شدتے (اطیب النغم، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مجتبائی دہلی، 4) یہی شاہ صاحب "مدحیہ ھمزیہ" میں لکھتے ہیں

ینادی ضارعا بخضوع قلب

وذل وابتھال والتجاء

رسول اللہ یا خیر البرایا

نوالک ابتغی یوم القضاء

اذا ما حل خطیب مدلھم

فانت الحصن من کل البلاء

الیک توجھی وبک استنادی

وفیک مطامعی وبک ارتجاء

اور خود ہی اس کی شرح وترجمہ میں لکھتے ہیں:

(فصل ششم) در مخاطبئہ جناب عالی علیہ افضل الصلٰت واکمل التحیات والتسلیمات نداء کند زارد

خوارشدہ بشکسگی دل و اظہار بے قدری خود بہ اخلاص در مناجات وبہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اے رسول خدا اے بہترین مخلوقات عطائے مے خواہم روز فصل کردن وقے کہ فرد وآید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا بسوائے تست روآوردن من وبہ تست پناہ گرفتن من و در تست امید داشتن من اہ ملخصاً (اطیب النغم، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مجتبائی دہلی،33)

یہی شاہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں قضائے حاجت کے لئے ایک ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں: " اول دو رکعت نفل بعد ازاں یکصد و یازدہ بار درود بعد ازاں یکصد و یازدہ بار کلمہ تمجید ع یک صد و یازدہ بار شیئاللہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی" اسی انتباہ سے ثابت کہ یہی شاہ صاحب اور ان کے شیخ و استاذ حدیث مولینا طاہر مدنی جن کی خدمت میں مدتوں رہ کر شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و استاذ والد مولانا ابراہیم کردی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولینا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولینا احمد نخلی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پیرومرشد شیخ محمد سعید لاہوری جنھیں انتباہ میں شیخ معمر ثقہ کہا اور اعیان مشائخ طریقت سے گنا اور ان کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبدالملک اور ان کے مرشد بایزید ثانی اور شیخ شناوی کے پیر حضرت سید صبغة اللہ بروحی اور ان دونوں صاحبوں کے پیرومرشد مولینا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہم رحمۃ الملک الباری۔

یہ سب اکابر ناد علی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے وللہ الحجۃ السامیہ جسے اس کی تفصیل ہو فقیر کے رسالہ " انہا الانوار وحیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات" کی طرف رجوع کرے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بستان المثین میں حضرت ارفع و اعلی امام العلماء نظام الاولیاء حضرت سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاذ امام شمس الدین لقانی و امام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدال سبعہ و محققین صوفیہ سے ہیں، شریعت و حقیقت کے جامع باوصف علو باطن ان کی تصانیف علوم ظاہری میں بھی نافع و مفید بکثرت ہیں، اکابر علماء فخر کرتے تھے کہ ہم ایسے جلیل الدر عالم و عارف کے شاگرد ہیں یہاں تک کہ لکھا:
"بالجملہ مردے جلیل القدرے ست کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر است"

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام پاک سے دو بیتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں

انا لمریدی جامع لشتاته

اذا ما سطا جور الزمان بنکبة

وان کنت فی ضیق وکرب ووحشة

فناد بیان زروق اٰت بسرعة

یعنی میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے اور اگر تو تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں نداء کر یازروق! میں فوراً موجود ہوں گا (بستان المحدثین، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، سعید کمپنی کراچی، 325)

علامہ زیادی پھر علامہ اجہوری صاحب تصانیف کثیرہ مشہورہ پھر علامہ داوؤدی محشی شرح منہج پھر علامہ شامی صاحب ردالمحتار حاشیہ درمختار گمشدہ چیز ملنے کے لئے فرماتے ہیں کہ بلندی پر جاکر حضرت سیدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر انہیں نداء کرے کہ یاسیدی احمد یاابن علوان شامی مشہور معروف کتاب ہے۔ (ردالمحتار، ابن عابدین بن شامی، دارلکتب العربیہ مصر، 3/ 355)

فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات کے ہامش تکملہ پر ذکر کی۔ غرض یہ صحابہ کرام سے اس وقت تک کہ اس قدر ائمہ و اولیاء و علماء ہیں جن کے اقوال فقیر نے ایک ساعت قلیلہ میں جمع کئے اب مشرک کہنے والوں سے صاف پوچھنا چاہیئے کہ عثمان بن حنیف و عبداللہ بن عباس بن عمر صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے لیکر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے استاذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں ؟ اگر انکار کریں تو الحمدللہ! ہدایت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے دھڑک ان سب پر کفر و شرک کا فتوٰی جاری کریں تو ان سے کہئے کہ اللہ تمھیں ہدایت کرے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو تو کسے کہا اور کہا کچھ کہا، انا للہ وانا الیہ راجعون اور جان لیجئے کہ جس مذہب کی بناء پر صحابہ سے کیلر اب تک کے اکابر سب معاذاللہ مشرک وکافر ٹھہریں، وہ مذہب خدا و رسول کو کس قدر دشمن ہو گا۔

صحیح حدیثوں میں آیا کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے اور بہت سے ائمہ دین نے مطلقاً اس پر فتوی دیا جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ ‘‘النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید۔‘‘ میں ذکر کی،

ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ ایک گروہ ائمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یارسول اللہ ویاعلی ویاحسن ویاغوث الثقلین کہنے والے مسلمان کوکافر ومشرک کہتے ہیں۔ خود کافر ہیں توان پر لازم کہ نئے سرے سے کلمہء اسلام پڑھیں اوراپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔ درمختار میں ہے۔ "مافیہ خلاف یومر بالا ستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح"

فائدہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو نداء کرنے کے عمدہ دلائل سے التحیات ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دورکعت پر پڑھتا ہے اوراپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے:

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یعنی سلام حضور پر اے نبی اوراللہ کی رحمت اوراس کی برکتیں

اگر نداء معاذاللہ شرک ہے تو یہ عجب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک وداخل ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اوراگریہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانہ اقدس سے ویسے ہی چلی آئی ہے تو مقصود ان لفظوں کی ادا ہے نہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی نداء۔ حاشاوکلا شریعت مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اورمعنی مراد نہ ہوں۔ نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے کہ "التحیات للہ والصلوات والطیبات" سے حمدالٰہی کا قصد رکھے اور "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتا اورحضور سے بالقصد عرض کررہا ہوں کہ سلام حضور پر اے نبی اوراللہ کی رحمت اوراس کی برکتیں۔

فتاوٰی عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے "لا بدان یقصد بالفاظ التشھد معا نیھا التی وضعت لھا من عندہ کانہ یحی اللہ تعالٰی ویسلم علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلی نفسہ علی اولیاء اللہ تعالٰی" (فتاوٰی عالمگیری، نورانی کتب خانہ پیشاور، 72/2) تنویر الابصار اوراس کی شرح درمختار میں ہے: (ویقصد بالفاظ التشھد) معا نیھا مرادۃ لہ علی وجہ (النشاء) کانہ یحی اللہ تعالی ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیائہ (لاارفما) عن ذلک ذکرہ فی المجتبی" (تنویرالابصار، ابن عابدین بن شامی، بیروت 342/1)

علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں فرماتے ہیں: "یقصد معانیہ مرداۃ علی انہ ینشئھا

تحیۃ وسلامامنہ" (مراقی الفلاح، حسن شرنبلالی، ازہریہ مصر165) اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی اس پربعض سفہائے منکرین یہ عذر گڑھتے ہیں کہ صلوۃ وسلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں نداء جائز اوران کے ماوراء میں ناجائز حالانکہ یہ سخت جہالت، بےمزہ ہے۔ قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں، ان ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود وسلام ہی نہیں بلکہ امت کے تمام اقوال و افعال و اعمال روزانہ دو وقت سرکار عرش وقار حضور سیدالابرار صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم میں عرض کئیے جاتے ہیں۔

احادیث کثیرہ میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمال حسنہ وسیئہ سب حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اوریونہی تمام انبیاءکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اوروالدین واعزاء و اقارب سب پر عرض اعمال ہوتی ہے۔

فقیر نے اپنے "رسالہ سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الوری" میں وہ سب حدیثیں جمع کیں، یہاں اسی قدر بس ہے کہ امام اجل عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی "لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ وعشیا فیعرفھم بسیما ھم واعمالھم" (شرح مواہب اللدنیہ، عبدالباقی زرقانی، دارالمعرفہ بیروت، 5/337) یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر اعمال امت ہر صبح وشام پیش نہ کئیے جاتے ہوں تو حضور کا اپنے امتیوں کا پہچاننا ان کی علامت اوران کے اعمال دونوں وجہ سے ہے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وشرف وکرم)

فقیر غفراللہ تعالٰی لہ بتوفق اللہ عزوجل اس مسئلہ میں ایک کتاب مبسوط لکھ سکتا ہے مگر مصنف کے لئے اسی قدر وافی اورخدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔

اکفنا شرالمضلین یاکافی وصل علی سیدنا ومولانا محمد ان الشافی والہ وصحبہ حماۃ الدین الصافی امین والحمدللہ رب العالمین۔

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا البریلوی عنی عنہ

بحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

